اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؍

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عـہ ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند عـہ ۱۲

نمبر ۴۴ | مورخہ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہاتھ کا زخم بہت کچھ مندمل ہوچکا ہے۔ اور آپ لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

۸۔ اکتوبر کشمیر سے بعض معززین تشریف لائے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ملاقات کا شرف بخشا۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلےٰ کو جو چوٹ لگی تھی۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہتر حالت میں مندمل ہورہی ہے۔

مسلمانانِ کشمیر کے متعلق آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی کے شاندار نتائج

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے جو پروپیگنڈا انگلستان میں شروع کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ انگلستان کا پریس جو پہلے ریاست کی تائید میں تھا۔ اب مسلمانوں کی حمایت میں مضمون لکھنے لگ گیا ہے۔ نیز اطلاع آئی ہے۔ کہ وزیر ہند سے کشمیر کے بارہ میں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب ملے۔ اور وزیر ہند نے وعدہ کیا ہے کہ وُہ خود بھی اس معاملہ میں توجہ کریں گے۔ اور حکومتِ ہند کو بھی توجہ دلائیں گے۔

حضور وائسرائے کو صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے بذریعہ تار کشمیر کی حالت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس کے جواب میں پرائیویٹ سکرٹری کا تار آیا ہے۔ کہ حکومتِ ہند اس بارہ میں ریاست سے خط و کتابت کر رہی ہے۔ کمیٹی کی طرف سے خان ذوالفقار علی خان صاحب ایم۔ ایل۔ اے اور سید مسعود احمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ سکرٹری آل پارٹیز مسلم کانفرنس کو لکھا گیا تھا۔ کہ حضور وائسرائے کو ملنے کے لئے وفد کا انتظام کریں۔ لیکن آخر مصلحت اس میں دیکھی گئی کہ

فوراً ایک وفد سر و لٹن پولیٹکل سکرٹری سے ملے۔ چنانچہ ایک وفد سربرآوردہ مسلمانوں کا انہیں مل چکا ہے۔ اور ان کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کہ ریاست نے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے۔ مگر یہ تدابیر کافی نہیں۔ کمیٹی ایسی مناسب تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ جن سے خدا تعالےٰ کے فضل سے پوری امید کی جاتی ہے۔ کہ ریاست ملانوں کو حقوق دینے پر آمادہ ہو جائے گی۔ چند دنوں میں امید ہے۔ کہ نتائج ظاہر ہونے لگیں گے ٭

بعض آل انڈیا کشمیر کمیٹیاں دریافت کرتی ہیں۔ کہ مجلس احرار کے متعلق اُن کا کیا رویہ ہونا چاہیئے۔ ان سب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ مجلس احرار بھی اسی کام کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ جس کے لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔ اس لئے ہمارا رویہ ان کے متعلق ہمدردانہ ہونا چاہیئے۔ ہمیں اپنے پروگرام کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی مدد ان کے پروگرام میں ہم کر سکیں۔ تو اس سے بھی ہمیں دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ مرکزی کمیٹی بھی ان کی ممکن امداد سے دریغ نہیں کرے گی۔ کیونکہ مشترکہ امور میں ایک دوسرے کی اعانت ایک بہترین پالیسی ہے ٭

عبدالرحیم درد سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان

مسلمانانِ کشمیر منتظر ہیں

کہ

حکومت تشدد کے بعد کیا سلوک کرتی ہے

مسلمانوں کے قلوب غم و الم سے مجروح ہیں

سری نگر ۷ر اکتوبر۔ مہاراجہ صاحب کا اعلان میر واعظ صاحب نے جامع مسجد میں پچاس ہزار کے مجمع میں پڑھ کر سنایا۔ اور ایک مختصر سی تقریر میں بتایا۔ کہ مہاراجہ صاحب نے مسلمانوں کی شکایات اور ان پر تشدد کو محسوس کر کے یہ اعلان کیا ہے۔ جس کا ہم شکریہ ادا کرتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ مہاراجہ صاحب کی توجہ مسلمانوں کی حالتِ زار کی طرف مبذول ہو۔ اور وہ ان کے مطالبات منظور کر کے جو جلد ہی پیش ہونے والے ہیں۔ ان کی اہم شکایات اور حق تلفیوں کو دُور کر دیں۔ مظلوم مسلمان دُعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ مہاراجہ صاحب کے دل میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا خیال پیدا کر دے۔ پبلک نہایت بے چینی کے ساتھ منتظر ہے کہ ان کے مصائب کے نتیجہ میں انہیں کیا حاصل ہوتا ہے ٭

نواب سر بہرشاہ جویباں پھر آگئے ہیں۔ ان کے توسط سے کسی عاجلانہ عارضی صلح یا سمجھوتہ کے لئے مسلمان تیار نہیں۔ کیونکہ مسلم رہنما

چندۂ خاص کے متعلق قابلِ تقلید نمونہ

تحریک چندہ خاص کے متعلق مخلصین جماعت احمدیہ جس جوش اور ایثار کا ثبوت دے رہے ہیں۔ وُہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے مقدس امام کی آواز پر ہر حالت میں لبیک کہنا کتنی بڑی سعادت سمجھتی ہے۔ ایثار اور قربانی کا قابلِ تقلید نمونہ پیش کرنے والے اصحاب میں سے اس وقت جناب خانصاحب چودہری نعمت خاں صاحب ڈسٹرکٹ جج دہلی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے ماہ ستمبر میں اپنی تنخواہ کی ایک تہائی قسطِ اوّل چار سو پچیس روپے ارسال کرنے کے بعد ماہ اکتوبر کی اتنی ہی دوسری قسط کے ساتھ اپنی زمین کی سالانہ آمدنی کا بارھواں حصہ لعہ بھی ارسال فرما دیا ہے۔ یعنی انہوں نے دوسری قسط ۴۶۴ روپے ۱۱ آنے ارسال فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

جناب چودہری صاحب موصوف کی اس مثال کی ان تمام ملازم اصحاب کو تقلید کرنی چاہیئے جن کی آمدنی کا کوئی اور بھی ذریعہ ہو۔ اور وُہ اصحاب جن کی آمدنی صرف ملازمت یا زمینداره یا تجارت کے ذریعہ ہو۔ انہیں اسی سے چندہ خاص ادا کرنا چاہیئے ٭

وُہ احباب جو کسی مجبوری کی وجہ سے ماہ ستمبر میں چندہ خاص کی قسط نہ ادا کر سکے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ اکتوبر میں دونوں قسطیں ادا کر دیں۔ تاکہ اس کار خیر میں حصہ لینے سے محروم نہ رہیں ٭

کشمیری زبان میں ایک دردناک نظم

(از قلم بقراط کشمیری)

مُسلمن مظلومنی ہُند جان مارُن چھا رَوا ؟\
بے کسن ہُند۔ عاجزن ہُند خون ہارُن چھارَوا ؟

بے سلاحن گولہ لایت خُونِ ارزانی کرُن\
خُونِ معصُومس دیوی کیمُ بانہ دارُن چھارَوا

راہ رَور ٹھن ترٹِت ترادِت تُہ صحن مسلم غریب\
بے قصورس ور جگر زاہ نیزہ تارُن چھارَوا

لاشہ پٹرولس اندر زالِت شہیدن ہنز نہاں\
مذہب انصاف نھادِت۔ ظلم گارُن چھارَوا

بیہ کرن پنتی رعیّت دشمن اتھ دِت تباہ\
خانہ ویران تِم۔ تِہ بیخم دوہ گذارُن چھارَوا

تن لعُریاں ہیٔت لادِن بے گناہن۔ برملا\
قید نیاوُن۔ زورہ تس پٹھ جرم کھارُن چھارَوا

چھایہ گنہِ ویس اندر جایہ کرُن تمبہ ظلم و جور\
نارہ زالُن زندہ پلنے۔ کرایہ کارُن چھارَوا ؟

بیہ کرن بے ستری و بے حرمتی ماجن۔ بینن۔\
نیزہ ہُنت تمنی پیٹھ بے عار لارُن چھارَوا ؟

مذہبی توہین کرِت دِل سوسنن پارہ کرُن۔\
مسجدن گرِ دَورہ نادِت قوم مارُن چھارَوا ؟

بے وجہ بے درد لاگُن۔ رحم بالکل نہ کرن\
پنتہِ راجک پانہ تھُتہ تاراج زہارُن چھارَوا ؟

کانہ چھُنا یُس واتہ دادس سانسی بہرِ خدا\
آو لنسی ناو لجھش۔ وُنتہ پرارن چھارَوا ؟

جنابِ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کا اعلان

میں پنجاب کی بعض جماعتوں کو بذریعہ ڈاک اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ ان کے پاس آ رہا ہوں۔ مگر مرکز کی خاص مصروفیتوں کی وجہ سے یہ دورہ ملتوی کیا گیا ہے۔ اور میں اپنی جگہ اس کام کے لئے بعض اور احباب کو بھجوا رہا ہوں۔ پہلے سرکلر کی مندرجہ ہدایات کے ماتحت ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ممنون فرمائیں۔ خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

احبابِ کشمیر سے گزارش

چونکہ مسلم پریس روز بروز کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس سے اندیشہ ہے۔ کہ مستقبل میں سخت نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ اس لئے جناب راجل لیسجی صاحب سے خصوصاً اور تعلیم یافتہ طبقہ کشمیر دعبتوں سے عموماً پُر زور اپیل ہے۔ کہ وُہ مہربانی فرما کر جلد سے جلد اپنی کامل اور پوری توجہ مسلم پریس کے مضبوط اور پائدار بنانے کی طرف مبذول فرمائیں ٭

(انور)

... ڈ طاما کے مقدمات ابھی تک پیل رہے ہیں۔ کوئی قانونی امداد ہمیں میسر نہیں۔ مسلم نمائندگان فنڈ ز اور قانون دانوں کے لئے پُر زور اپیل کرتے ہیں۔ مارشل لار کی سختیوں ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

گاندھی جی کی طرف سے اچھوت اقوام کے حقوق کی مخالفت

مُسلمانوں نے اچھوتوں کے حقوق کی پُرزور حمایت کی

بلند بانگ دعاوی کی حقیقت

گاندھی جی کے گول میز کانفرنس میں شمولیت کے لئے لنڈن جانے کا کوئی اور فائدہ ہو۔ یا نہ ہو۔ لیکن اتنا فائدہ ضرور ہو رہا ہے کہ ان کے کئی ایک بلند بانگ دعاوی کے چہرہ سے نقاب اتر رہا اور ثابت ہو رہا ہے۔ کہ اُن کی ساری جدوجہد کی غرض ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا۔ اور تمام اقوام کے گلے میں ہندوؤں کی غلامی کا طوق ڈالنا ہے۔ اسی کی خاطر انہوں نے مسلمانوں کی خیرخواہی کا دم بھرتے ہُوئے ان کے سامنے کورا چیک پیش کرنے کا ڈھونگ رچایا۔ اسی کے لئے وُہ سکھوں کو اپنی پوری امداد کا یقین دلاتے اور اسی واسطے وُہ خدا تعالےٰ کی اس مخلوق کو جسے ہندو دھرم نے ”اچھوت“ کا قابل نفرت خطاب دے رکھا ہے۔ اور جسے ہندوؤں نے قعر مذلت میں ڈالا ہوا ہے۔ انسانیت کے اعلےٰ مدارج پر پہنچانے اور ہر قسم کے حقوق دلانے کے وعدے دیتے رہے۔ لیکن اب جبکہ لنڈن میں اقوام ہند کے سیاسی حقوق کا تصفیہ ہونے والا ہے۔ اور اس کے لئے گفت وشنید ہو رہی ہے۔ ہر قوم کے متعلق گاندھی جی کی ہمدردی۔ خیرخواہی اور نیک نیتی کا راز فاش ہو رہا ہے۔

اچھوتوں کے متعلق گاندھی جی کا دعوےٰ

گاندھی جی نے جاتے ہی جس طرح مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کے متعلق کورا چیک پیش کر دینے کا بے سروپا دعوےٰ کیا تھا۔ اسی طرح اچھوت اقوام کے متعلق بھی لنڈن کے ایک با اثر اخبار ”ڈیلی میل“ میں یہ شائع کرایا تھا۔ کہ کانگرس جس کی نمائندگی کا فرض ادا کرنے کے لئے میں آیا ہوں۔ ہمیشہ اچھوتوں کے حقوق کی حمایت کرتی رہی ہے۔ اور آئندہ بھی ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہر ممکن امداد دیتی رہے گی۔

اچھوتوں کے دُشمن

اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ وُہ اپنے آپ کو انگلستان کے سامنے اچھوتوں کی طرف سے بھی پیش کریں۔ اور اپنے اس دعوے کو تقویت پہونچائیں۔ کہ وُہ ہندوستان کی تمام اقوام کے نمائندہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کانگرس ہندوستان کے کروڑوں انسانوں کی نمائندہ ہے۔ لیکن اس میں انہیں سخت ناکام رہنا پڑا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہُوئی۔ کہ ”ڈیلی میل“ نے گاندھی جی کے مذکورہ بالا مضامین کو ”غلط بیانات“ اور ”لچھے دار الفاظ“ پر مشتمل قرار دیتے ہوئے صاف لکھدیا۔ کہ ”اچھوتوں کے سب سے بڑے دشمن تو ہندو ہیں۔ اور کانگرس تمام ہندوستان کی نمائندہ نہیں۔ بلکہ صرف سرمایہ دار کانگرسیوں کی ترجمانی کرتی ہے“!

گاندھی جی کی اچھوت دشمنی

دوسری وجہ یہ ہُوئی۔ کہ فرقہ وار مسائل پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی گاندھی جی کی صدارت میں مقرر ہُوئی۔ اس میں انہوں نے اچھوت اقوام کے حقوق کی سخت مخالفت کر کے اپنی اچھوت دُشمنی کا تازہ بتازہ ثبوت بہم پہونچا دیا۔ اس کمیٹی میں اچھوت اقوام کے نمائندہ ڈاکٹر امبیدکر نے جب خاص حقوق کا مطالبہ کیا۔ تو گاندھی جی نے کانگرس کی طرف سے سخت مخالفت کرتے ہُوئے کہا۔ میں صرف مسلمانوں اور سکھوں ہی کے لئے خاص نیابت کی حمایت کرونگا اور وُہ بھی صرف اس لئے۔ کہ معاہدہ لکھنؤ کے باعث اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان دو اقوام کے علاوہ اور کسی اقلیت کو خاص حقوق دینے کے میں سخت خلاف ہوں۔

اگرچہ ایک ممبر نے یہ کہکر ان کی اس دلیل کی نامعقولیت ثابت کر دی۔ کہ لکھنؤ پیکٹ میں تو سکھ شامل ہی نہیں ہیں۔ پھر ان کی خاص نیابت کی کیوں حمایت کی جا رہی ہے۔ لیکن گاندھی جی نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور آخر وقت تک اچھوت اقوام کے حقوق کی مخالفت پر اڑے رہے۔ اور یہی کہتے رہے۔ کہ اچھوت اقوام ہندوؤں کا ہی حصہ ہیں۔ انہیں علیحدہ حقوق نہیں دیئے جا سکتے۔

کیا اچھوت ہندوؤں کا حصہ ہیں

ڈاکٹر امبیدکر نے اچھوت اقوام کو ہندوؤں کا حصہ قرار دیئے جانے کی سخت مخالفت کی۔ اور یہاں تک کہا۔ کہ اچھوتوں کو تو ہندوؤں سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے۔ کہ مسلمان اور سکھ اچھوتوں کی نسبت ہندوؤں کے زیادہ نزدیک ہیں۔ تو یہ دُرست ہوگا۔ یہ بات اس لحاظ سے بھی معقول ہے۔ کہ ہندو جس قدر اچھوت اقوام سے نفرت رکھتے ہیں اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس قدر مسلمانوں اور سکھوں سے نفرت نہیں کرتے۔ ہندو ایک اچھوت کے سایہ تک سے دُور بھاگتے ہیں۔ اور اسے اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتے۔ لیکن ایک مسلمان یا سکھ کے متعلق ان کا یہ رویہ نہیں۔

اگرچہ اس قسم کے شرمناک سلوک کی مثالیں پیش کر کے ثابت کیا گیا۔ کہ ہندوؤں کا اچھوت اقوام سے نہ صرف کسی قسم کا تعلق نہیں بلکہ ان کے سب سے بڑے دشمن بھی ہیں۔ اور اُن کی ذلت و ادبار کی ساری ذمہ واری ہندوؤں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے اچھوت اقوام کے سب سے بڑے ہمدرد اور خیرخواہ گاندھی جی نے ان کے حقوق کی سخت مخالفت کی۔ اور ان کے لئے علیحدہ نیابت تسلیم کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

گاندھی جی کی ناکامی

اگر یہ سوال کانگرس کی مقرر کردہ کسی کمیٹی میں پیش ہوتا۔ تو یقینی طور پر گاندھی جی کو کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اور بے چارے اچھوت چیختے چلاتے رہ جاتے۔ لیکن اس کمیٹی میں چونکہ دیگر اقلیتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ اور خاص کر مسلمانوں کے نمائندوں نے اچھوت اقوام کے حقوق کی پُرزور تائید کر کے اپنی بے غرض۔ اور حقیقی ہمدردی کا پُورا پورا ثبوت دیا۔ اس لئے گاندھی جی کو سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور کمیٹی میں نہ صرف مسلمانوں اور سکھوں کے حقوق کی حفاظت کا اصل تسلیم کر لیا گیا۔ جس کے ساتھ گاندھی جی بھی متفق تھے۔ بلکہ اچھوت اقوام اور دوسری تمام اقلیتوں کے لئے خاص نمائندگی منظور کر لی گئی۔ جس کی گاندھی جی اور اُن کے ساتھیوں نے سخت مخالفت کی تھی۔

مسلمانوں کی حمایت

اس پر تمام اقلیتوں کے لئے اور خاص کر اچھوت اقوام کے لئے جن کے خلاف گاندھی جی۔ اور مالوی جی نے اپنا سارا زور صرف کیا مسلمان ممبروں کی امداد جس قدر مفید اور کارگر ثابت ہُوئی۔ اس کا پتہ ہندو اخبارات کے اس واویلا سے لگ سکتا ہے۔ جو گاندھی جی کی ناکامی اور اقلیتوں کی نیابت کے اصل کے تسلیم کر لئے جانے کے

متعلق مچایا جا رہا ہے۔ اور وُہ صاف طور پر لکھ رہے ہیں۔ کہ "جب اچھوتوں کے نمائندہ نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ آئندہ کانسٹی ٹیوشن میں اچھوتوں کے لئے بھی خاص نمائندگی ہونی چاہیئے تو مُسلمانوں نے اس کی حمایت کی۔ ایک دو اور اصحاب نے بھی"

(پرتاپ ۵- اکتوبر)

اس سے ظاہر ہے کہ اچھوت اقوام کی نیابت محض مُسلمان نمائندوں کی تائید اور حمایت سے تسلیم کی گئی۔ اور اس طرح ثابت ہوگیا۔ کہ اچھوت اقوام کے حقیقی خیر خواہ اور ہمدرد مسلمان ہیں۔ نہ کہ گاندھی جی۔ اور ان کے پَیرو۔

ہندوؤں کا واویلا

غرض اقلیتوں کی غیر سرکاری کمیٹی نے گاندھی جی کی صدارت میں ان کی مخالفت کے باوجود تمام اقلیتوں کے لئے خاص نمائندگی کے اصل پر اتفاق کرکے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اور اس سے آئندہ کانسٹی ٹیوشن کے اصُول تجویز کرنے میں یقیناً بہت بڑی مدد ملے گی۔ لیکن چونکہ یہ اصل ہندوراج کے منصوبہ کو ملیامیٹ کر دینے والا۔ اور اقلیتوں کو ہندوستان کی بہت بڑی اکثریت یعنی ہندوؤں کی غلامی سے بچانے والا ہے۔ اس لئے ان کے ہاں ماتم بپا ہوگیا ہے۔ اور کوئی عجب نہیں۔ اگر گاندھی جی اپنے مقاصد کی ناکامی کے باعث رُوٹھ کر واپس آجائیں۔ یا پھر کسی داؤ پیچ سے اس تصفیہ کو توڑنے کی کوشش کریں۔

مولوی مظہر علی اور ان کے ساتھیوں کی رہائی

مولانا مظہر علی اور ان کے والنٹیروں کو جو ریاست جموں کی حدُود میں پُر امن طور پر داخل ہونا چاہتے تھے۔ گورنمنٹ پنجاب کے حکام نے گرفتار کرنے میں جو غلطی کی تھی۔ وُہ ان پر جلد ہی واضح ہوگئی۔ اور وُہ بعد کے جتھوں کو گرفتار کرنے یا ان کے رستہ میں روکاوٹ ڈالنے سے دست بردار ہوگئے۔ لیکن اب حکومت کے ایما سے مولانا موصوف اور ان کے ساتھیوں کو رہا کرکے مزید دور اندیشی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ورنہ مسلمانوں میں بے حد بے چینی رونما ہو جاتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے وائسرائے ہند کو اس طرف توجہ دلاتے ہُوئے حسب ذیل تار دیا تھا:-

"میں حکومت کے اس فعل کے خلاف پُر زور احتجاج کرتا ہوں۔ کہ اس نے احرار اسلام کے جتھے جو جموں جا رہے تھے۔ گرفتار کر لئے۔ حالانکہ جب کشمیر کی مسلم آزار روش میں حکومت نے مداخلت نہیں کی۔ تو اسے کاملاً غیر جانبدار رہنا چاہیئے تھا۔ یا اسے ایسے وقت۔ پر مداخلت کرنی چاہیئے تھی۔ جب ریاست مسلمانوں کو بے دریغ قتل کر رہی تھی۔ حکومت کا موجودہ طرز عمل نہایت قابلِ افسوس ہے جس سے یقیناً مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا ہو جائے گی"

مُسلمانانِ کشمیر کے متعلق مہاراجہ بہادر کا اعلان

حکومتِ کشمیر کو نہایت ضروری مشورہ

اخبارات میں شائع ہُوا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے ۵ اکتوبر سرینگر میں اپنی سالگرہ کے موقعہ پر جو دربار منعقد کیا۔ اس میں عام سیاسی قیدیوں اور سیاسی جرائم کے زیرِ سماعت قیدیوں کی رہائی کا اعلان کر دیا ہے۔ نیز خاص احکام کے ماتحت فوج اور پولیس کو جو خاص اختیارات دیئے گئے تھے۔ واپس لے لئے گئے ہیں۔ اور ہر مقام سے افواج واپس بُلا لی گئی ہیں۔

کشمیر کے بے کس اور بے بس مسلمانوں کو جن دردناک مظالم کا شکار بنایا جا رہا۔ اور جن کی وجہ سے ساری دُنیا میں شور مچ گیا تھا۔ وُہ زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رکھے جا سکتے تھے۔ اور ہندو اخبارات جو اس جبر کو مسلسل جاری رکھنے پر زور دے رہے تھے۔ ریاست کے ساتھ سخت دُشمنی کر رہے تھے۔ اچھا ہُوا۔ کہ مہاراجہ صاحب نے کچھ نہ کچھ روک تھام کی۔ اور جن بے گناہوں کو بے تحاشا جیل خانوں میں ڈال دیا گیا تھا۔ ان کی رہائی کا اعلان کر دیا۔ لیکن ظاہر ہے۔ اس سے نہ تو مسلمانوں کے ان تازہ چرکوں کا اندمال ہو سکتا ہے۔ جو نہایت بے دردی سے انہیں لگائے گئے۔ اور جو مدت العمر تک انہیں خُون کے آنسو رلاتے۔ اور ان کے سینوں میں اُبال پَیدا کرتے رہیں گے۔ اور نہ اس سے وہ اپنے حقوق اور مطالبات کے متعلق مطمئن ہو سکتے ہیں۔ اگر حکومت کشمیر چاہتی ہے کہ ملک میں امن اور خوشحالی پَیدا کرے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ جلد سے جلد ایک طرف تو ان نقصانات کا ازالہ کرے۔ جو جان ومال اور عزت و آبرو کے متعلق اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے فوج اور پولیس نے مسلمانوں کو پہنچائے اور دوسری طرف ان کے اصلی اور مستقل مطالبات فوراً منظور کرے۔ ورنہ جب تک مسلمانانِ کشمیر کے زخموں پر عدل وانصاف کی مرہم نہ لگائی جائے گی۔ وُہ رستے رہیں گے۔ اور جب تک ان کے تمام مطالبات جو بالکل ابتدائی اور معمولی درجہ کے ہیں منظور نہ کر لئے جائیں گے۔ انہیں اطمینان حاصل نہ ہوگا۔

جس طرح ہم جبر و تشدد کے انتہائی دَور میں حکومتِ کشمیر کو یہ خیر خواہانہ مشورہ دیتے رہے ہیں۔ کہ وُہ اس سے فوراً دست بردار ہو جائے۔ کیونکہ تشدد کبھی کسی حکومت کے استحکام کا موجب نہیں ہُوا اور آخر مہاراجہ صاحب بہادر کو اپنے غلط کار اور بے تدبیر مشیروں کی رائے کو نظر انداز کرتے ہُوئے تشدد کے بند کرنے کا اعلان کرنا ہی پڑا۔ اسی طرح اب بھی ہم نہایت نیک نیتی سے یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانانِ کشمیر پر جو مظالم توڑے گئے۔ اور انہیں تشدد کے جس شکنجے میں کسا گیا۔ وُہ اگرچہ نہایت ہی ہولناک اور رُوح فرسا تھا۔ مگر اس کے متعلق قطعاً یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ وُہ مسلمانوں کو پہلی کی سی غلامانہ زندگی بسر کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ تشدد اور حکومت کی طرف سے رعایا پر تشدد۔ عزت نفس اور قومی غیرت و حمیت پَیدا کرنے کا موجب ہُوا کرتا ہے۔ اور جہاں اس کا قدم آجائے وہاں جب تک اتنی فراخ حوصلگی اور وسیع القلبی کا ثبوت حکومت نہ دے۔ جو تشدد کے احساس کو مٹا دے۔ اطمینان اور اعتماد واپس نہیں آسکتا۔

پس حکومتِ کشمیر اگر اپنی مسلمان رعایا کو مطمئن کرنا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف مسلمانوں کے مطالبات بغیر کسی قطع و برید اور ایچ پیچ کے صفائی کے ساتھ فوراً منظور کرلے۔ بلکہ ان پر اپنی طرف سے عنایات خسروانہ کا اضافہ کرے۔

مہاراجہ صاحب کا اعلان اور ہندو پریس

ہندو پریس مہاراجہ صاحب کے اعلان کے متعلق ایک طرف تو یہ لکھ رہا ہے۔ کہ "مہاراجہ صاحب نے اپنے فرض سے بھی بڑھ کر کام کیا ہے۔ رحم دلی۔ نیک دلی اور نرم مزاجی فرض پر حاوی ہوگئی ہے" لیکن دوسری طرف خود ہی کہہ رہا ہے:-

"مہاراجہ بہادر کے اعلان کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ کشمیری مسلمان نے شرارت شروع کی۔ اس بچے کو شرارت سے باز رکھنے کے لئے ایک چپت رسید کی گئی۔ اب چونکہ یہ بچہ شرارت نہیں کرتا۔ اس لئے مزید چپت لگانے کی ضرورت نہیں" (ملاپ ۸ اکتوبر)

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب کشمیری مسلمان پر کوئی ایسا الزام ہی عائد نہیں کیا جا سکتا۔ جسے ریاست "شرارت" قرار دے سکے۔ تو پھر "مزید چپت لگانے کی ضرورت نہیں" کا اعلان "رحمدلی نیکدلی اور نرم مزاجی" کیونکر کہلا سکتا ہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نبوت

شملہ کے ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے جن کا نام محمد ذکار اللہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اشتہار "ندائے ایمان" کے جواب میں ایک "اعلان واجب الاذعان" شائع کیا ہے جو حال ہی میں ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اس میں بجائے کسی دلیل کو رد کرنے کے یہی پرانا رونا رویا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کرکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کی ہے آپ لکھتے ہیں:۔

"یہ امر مسلمانوں کو معلوم کرا دینا ضروری ہے۔ کہ سخت ہتک نہایت گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب تو مرزا غلام احمد اور ان کے پیرووں نے خود کیا ہے۔ جس کے سبب تمام علماء عظام نے مرزائیوں اور قادیانیوں کے فریق کو اسلام سے خارج قرار دیدیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مرزا غلام احمد نے خود اپنے حق میں دعویٰ نبوت کرکے قرآن شریف کا انکار کر دیا۔"

مسیح موعود کی نبوت

تعجب ہے۔ ان علماء کہلانے والوں کو اتنی بھی واقفیت نہیں۔ کہ احادیث صحیحہ سے یہ امر بدلائل ثابت ہے۔ کہ آنے والا مسیح جب آئے گا۔ تو وہ نبی ہی ہوگا۔ نہ کہ ولائت یا صدیقیت کے لباس میں۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح مسلم ایسی معتبر کتاب میں مسیح موعود کو چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا (مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۹) اور عام مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق بھی مسیح موعود نبی ہوں گے۔ حتیٰ کہ امام سیوطی اور ملا علی قاری صاحب تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ آنے والا مسیح نبی نہیں ہوگا۔ وہ کافر ہے (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

سیدنا حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت

پس جب خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ مسیح موعود نبی ہوگا۔ اور مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور جبکہ امام سیوطی اور ملا علی قاری جیسے مجتہدین فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرے۔ اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ تو سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب سیدنا حضرت مرزا غلام احمد کا یہی دعویٰ ہے۔ کہ میں وہی مسیح ہوں۔ جس کا امت محمدیہ کو وعدہ دیا گیا تھا تو آپ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں نبوت کا دعویٰ کرنا کس طرح دین اسلام کی توہین کا موجب ہوا۔ اور اس طرح کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا ارتکاب ہوا۔

کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں۔ کہ آنے والا مسیح نبی اللہ ہوگا۔ مگر جب ایک مدعی آکر کہے۔ کہ میں وہی مسیح ہوں۔ اور نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آجائے۔ گویا جس بات کو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز اور ضروری قرار دیا۔ وہ موجودہ زمانہ کے علماء کے نزدیک آپ ہی کی ہتک کا موجب ہوگئی۔

مسئلہ نبوت اور علماء سلف

ایک اور بات یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک تھی۔ تو امت محمدیہ کے درخشندہ گوہر اور اعلیٰ پایہ کے انسان ہرگز ہرگز ایسا اعتقاد نہ رکھتے۔ کہ رسول کریم کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں۔ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی فتوحات مکیہ میں ملا علی قاری صاحب موضوعات میں۔ امام شعرانی الیواقیت والجواہر میں۔ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس میں۔ اور علامہ محمد طاہر مجمع البحار میں۔ متواتر یہ عقیدہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد غیر شرعی نبی اور رسول امت محمدیہ میں آسکتے ہیں۔ اگر نعوذ باللہ اس قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک تھی۔ تو اکابر ملت ہرگز یہ عقیدہ نہ خود رکھتے۔ اور اپنی مستند کتب میں شائع کرکے دنیا کے سامنے پیش کرتے۔

دیکھیے حضرت محی الدین صاحب ابن عربی فرماتے ہیں۔ معنے قولہٗ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی یکون علےٰ شرع یخالف شرعی (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳) کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کا کہ نبوت و رسالت ختم ہوگئی۔ یہ مطلب ہے۔ کہ اب میرے بعد کوئی شرعی رسول نہیں آئیگا۔

پھر فرماتے ہیں۔ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ لھذا قلنا ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہٗ کہ باب نبوت کلیۃً مسدود نہیں ہوا۔ بلکہ صرف تشریعی نبوت بند ہو چکی۔ اب قرآن کے بعد ایسا رسول کوئی نہیں آسکتا۔ جو قرآن میں تغیر و تبدل کرے۔

امام محمد طاہر فرماتے ہیں ھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہٗ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) کہ لا نبی بعدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مراد ہے کہ اب ناسخِ شریعت نبی کوئی نہیں ہوگا۔

ملا علی قاری صاحب بھی موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ پر یہی عقیدہ بیان فرماتے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بھی لکھتے ہیں:۔

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

نواب صدیق حسن خان صاحب بھی ان متقدمین کے ہمنوا ہوکر فرماتے ہیں

"ان لا نبی بعدی آیا ہے۔ جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ آئے گا۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

ان حوالجات پر اگر غور کیا جائے۔ تو صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ بہت سے بزرگ جنہوں نے اسلام کی گراں قدر خدمات سر انجام دیں یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ غیر شرعی رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی شانِ اطاعت

مولوی محمد ذکار اللہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ بے شک سیدنا حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ہم آپ کو خدا کا نبی اور رسول یقین کرتے ہیں۔ مگر ایسا ہی جیسا کہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی۔ ملا علی قاری صاحب۔ امام محمد طاہر صاحب اور نواب صدیق حسن خان صاحب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آنے کے قائل ہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

یک قدم دوری ازاں عالیجناب ۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب

یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قدم دور ہونا بھی ہمارے معتقدات کی رو سے خسران و تباب اور ہلاکت و رسوائی ہے۔

جس انسان کا یہ عقیدہ ہو۔ اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گداز ہوکر یوں کہتا ہو۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے میں ساری عمر صرف کر دی ہو۔ اور جو مسیح موعود ہوکر غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کرے۔ جس کا دروازہ متقدمین کے اعتقادات کی رو سے بھی کھلا ہے۔ اور جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی اللہ قرار دیا ہے، اس کے دعویٰ نبوت کرنے سے کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ کی ہتک ہوگئی اور کیونکر اسلام کی توہین ہوئی۔

آیت خاتم النبیین اور غیر احمدی علماء

مولوی صاحب باب نبوت کے مسدود دکھانے کے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ "فرمایا اللہ کریم نے ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنی محمد رسول اللہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اور سب نبیوں کے اختتام پر ہیں یعنی خاتم النبیین ہیں"

یہی ایک دلیل ہے۔ جو ایسے علماء کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ مگر جو معنے خاتم النبیین کے وہ کرتے ہیں۔ وہ قطعاً غلط ہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل چند باتوں سے ظاہر ہے:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین

اوّل:۔ المسبات سے توکسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ لفظ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مقام مدح میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ اب اگر وہی معنے لئے جائیں۔ جو باب نبوت کو کلیۃً بند کرنے والے لیتے ہیں۔ اور یہ مانا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسی عظیم الشان رحمت و برکت جس سے اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں میں بنی نوع انسان کو مشرف کرتا چلا آیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کے ساتھ ہی بند کر دی۔ اور آئندہ باوجود اشد ضرورت کے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اصلاح خلق کے لئے نہیں بھیجے گا۔ تو یہ قطعاً آپ کی تعریف نہیں کہی جاسکتی بلکہ اس سے آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر خطرناک زد پڑتی ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین بننے کا اقتضاء یہ تھا۔ کہ آپ کے وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر ایسے عظیم الشان فضل نازل فرماتا۔ کہ امم سالقہ میں اس کی کہیں نظیر نہ ملتی۔ لیکن اگر آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ تو گویا دنیا کے لئے بہت بڑی رحمت کو بند کر کے آپ کو رحمۃ للعالمین نہ رہنے دیا گیا پس خاتم النبیین کا یہ مفہوم لینا کہ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آنے کے ساتھ ہی نبوت جیسی عظیم الشان برکت بند کر دی۔ رحمۃ للعالمین کی شان کے صریح خلاف ہے۔ اور یہ آپ کی خطرناک توہین ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ جو لوگ خاتم النبیین کے یہ معنے لیتے ہیں۔ کہ آپ سب نبیوں سے آخر میں آئے۔ اس میں آپ کے لئے کونسی قابل فخر بات قرار دیتے ہیں۔ کیا بہادر شاہ مسلمانوں کے نزدیک اسلئے سب سے بڑا بادشاہ گذرا ہے کہ ہندوستان میں اس کے بعد کوئی مسلمان بادشاہ نہ ہوا۔ یا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے آخری نبی اور ان میں سلسلہ نبوت کو مسدود کرنے والے تھے۔ محض آخر میں آنے کی وجہ سے باقی سب نبیوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل تھے؟ اگر نہیں۔ تو سب سے پیچھے آنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو اعلیٰ ثابت کرنے کا کس طرح باعث ہوا۔

لو عاش ابراھیم لکان نبیاً

پھر یہ معنے اس وجہ سے بھی غلط ہیں۔ کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تغلیط فرمائی ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خاتم النبیین والی آیت کا نزول ۵ھ میں ہوا۔ (تاریخ الخمیس جلد اوّل صفحہ ۵۶۳)

اور اس کے تین سال بعد حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آپ کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ جس کا نام آپ نے ابراہیم رکھا۔ ۱۰ھ میں حضرت ابراہیم فوت ہو گئے۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وفات پر فرمایا۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہوتا۔ غور فرمائیں خاتم النبیین والی آیت کے نزول کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔ کہ اگر یہ زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہوتا۔ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک خاتم النبیین کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اگر یہی معنے ہوتے۔ تو آپ بجائے ان الفاظ کے یوں فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا۔ تب بھی نبی نہ بنتا۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے الٹ فرمایا۔

اجرائے نبوت کا ثبوت قرآن سے

تیسری وجہ جس کی بناء پر ہم خاتم النبیین کے ان معنوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو باب نبوت کو مسدود کرنیوالے پیش کرتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید یفسّر بعضہ بعضاً کے ماتحت ایک حصہ کی تفسیر دوسرے حصہ میں کرتا ہے۔ اگر خاتم النبیین کا یہ مطلب ہوتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو اس کی تائید میں اور بھی آیات ہونی چاہیئے تھیں۔ مگر الحمد سے الناس تک آپ سارا قرآن شریف پڑھ جائیں اور کوئی بھی ایسی آیت نہیں ملے گی۔ جو ان معنوں کی تائید کرتی ہو۔ بلکہ بجائے اس کے جابجا ایسی آیات ہیں۔ جو وضاحتاً مسئلہ اجرائے نبوت کی موید ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دعا سکھاتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اے خدا ہمیں منعم علیہ گروہ میں شامل فرما۔ اس دعا پر اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا فرض قرار دیا گیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ منعم علیہ کون گروہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ یا قوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا" (مائدہ ع ۴) اے قوم خدا نے تم پر بہت بڑے انعامات نازل کئے۔ روحانیات میں تمہیں اس قدر ترقی دی کہ تم میں انبیاء مبعوث کئے۔ اور جسمانیات میں اس قدر فروغ دیا۔ کہ تمہیں بادشاہ بنا دیا۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ روحانیات میں اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت نبوت ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ منعم علیہ گروہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ کہ جو شخص خدا اور رسول کی کامل اطاعت کرتا ہے۔ وہ نبوت صدیقیت شہادت اور صالحیت میں سے کوئی نہ کوئی مقام ضرور حاصل کر لیتا ہے۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک منعم علیہ چار گروہ ہیں۔ یعنے نبی صدیق۔ شہید۔ صالح۔ اب ایک طرف ہر مومن کو دعا سکھائی جاتی ہے۔ کہ وہ منعم علیہ لوگوں میں شامل ہونے کی التجا کرے۔ اور دوسری طرف تشریح کی جاتی ہے۔ کہ منعم علیہ گروہ کے چار درجے ہیں۔ نبی صدیق۔ شہید اور صالح۔ پھر کیا اس کا صاف طور پر یہ منشاء نہیں۔ کہ اب بھی روحانیت کے یہ چاروں درجے حاصل ہو سکتے ہیں۔ یعنے جس طرح ایک شخص صالح بن سکتا ہے۔ شہید بن سکتا ہے۔ صدیق بن سکتا ہے۔ اسی طرح نبی بھی بن سکتا ہے۔ پس قرآن مجید اجرائے نبوت کے مسئلہ کی نہایت کھلے طور پر تائید کرتا ہے۔

خاتم کے حقیقی معنے

چہارم۔ خاتم النبیین کا یہ مفہوم لینا۔ کہ نبیوں کو ختم کرنیوالا عربی زبان کے محاورہ کے بھی بالکل خلاف ہے۔ عربی میں خاتم کا لفظ جب کسی قوم کی طرف مضاف ہو۔ جیسا کہ آیت خاتم النبیین میں ہے۔ تو اس کے معنے اس قوم کو ختم کرنے والے کے نہیں ہوتے۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو۔ تو اس کے خلاف ایک ہی نظیر پیش کرے۔ بلکہ عربی زبان میں اس کے معنے قوم کے اعلیٰ فرد کے ہوتے ہیں۔ ابو تمام شاعر کے مرثیہ میں ایک شاعر کہتا ہے:

فجع القریض بخاتم الشعراء
وغدیر روضتھا حبیب الطائی

(وفیات الاعیان لابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۱۲۳)

اس جگہ ابو تمام کو خاتم الشعراء کہا گیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اب اس کے بعد کوئی شاعر نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ شعر کہنے والا بھی خود شاعر تھا۔

غرض عربی زبان کے محاورہ کے مطابق اس کے یہ معنی ہونگے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے بلند مرتبہ اور شان رکھتے ہیں۔

آنے والا موعود نبی ہے۔

پنجم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مسیح کو متعدد مرتبہ نبی اللہ کہا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لینے کہ آپ نے نبیوں کو بند کر دیا ہرگز صحیح نہیں۔

مسیلمہ کذاب اور دعویٰ نبوت

مولوی ذکاء اللہ صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی شریعت کی پابندی میں نبوت حاصل ہونے کو بھی ممنوع قرار دینے کے لئے یہ لکھ کر اپنی علمیت کا عجیب و غریب مظاہرہ کیا ہے۔ کہ "مسیلمہ کذاب نے جب دعوئے نبوت کیا تھا۔ تو وہ بھی حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا منکر نہ تھا" حالانکہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ جب مسیلمہ نے دعوئے نبوت کیا۔ تو اس نے شراب اور زنا کی حلت کا اعلان کر دیا۔ اسی وجہ سے آوارگی پسند لوگ اس کے مرید ہونے شروع ہو گئے۔ (سیرۃ الصدیق مصنفہ محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی صفحہ ۶۳)

کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی متابعت ہے؟ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں آپ نے ایک شعشہ یا ایک نقطہ تک ضابطہ اسلام میں نہ بڑھایا۔ اور نہ کم کیا۔ دنیا گواہ ہے۔ اپنے اور بیگانے شاہد ہیں۔ کہ آپ نے جو کچھ لکھا شریعت اسلامی کے عین مطابق لکھا۔ پس آپ کا دعویٰ یقیناً اس قابل ہے۔ کہ ہر سعید انسان اسے قبول کرنے کی سعادت حاصل کرے۔

تاریخ اسلام

غزوۂ مریسیع اور واقعہ افک

قریش کی اسلام سے دشمنی

قریش کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اسلام سے جو عداوت تھی۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ لیکن مختلف غزوات میں انہیں جو شکستیں نصیب ہوئیں۔ اور اسلام کی روز افزوں ترقیات نے ان کے بغض و عداوت کی آگ کے لئے تیل کا کام دیا۔ اور وہ عداوت میں اندھے ہوتے گئے۔ انہوں نے عرب کے بہت سے قبائل کو بھی اپنا ہمخیال اور مسلمانوں کا مخالف بنا لیا۔ حتیٰ کہ آہستہ آہستہ انہوں نے ان قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر دیا۔ جو پہلے ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے تھے۔

غزوۂ مریسیع کے اسباب

چنانچہ قبیلۂ خزاعہ کے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ پہلے بہت اچھے تھے۔ لیکن قریش کی فتنہ انگیزی کے باعث اس کی ایک شاخ بنو مصطلق نے مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس قبیلہ کے رئیس نے ارد گرد کے بعض قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے ایک صحابی کو دریافت حالات کے لئے بھیجا۔ جس نے آکر اس خبر کی تصدیق کی۔ اور بتایا کہ کفار کا ایک انبوہ کثیر اس غرض کے لئے جمع ہے۔

عساکر اسلامی کا کوچ اور جنگ

چونکہ حضور علیہ السلام کا قاعدہ تھا۔ کہ حملہ کرنے کی تیاریاں کرنیوالے قبیلہ پر بطور پیش بندی خود بڑھتے تھے۔ تا اسے مدینہ سے جس قدر دور ممکن ہو۔ روکا جا سکے۔ اسلئے آپ نے صحابہ کو دیار بنی مصطلق کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اس قبیلہ کو جب مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ بہت گھبرائے۔ کیونکہ ان کا پروگرام یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو بالکل حالت بے خبری میں جا لیں۔ دوسرے قبائل جو ان کی مدد کے لئے آئے تھے۔ وہ بھی بہت ڈر گئے۔ اور ان کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مریسیع کے مقام پر پہنچ کر ڈیرہ ڈالنے کا حکم دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ کہ بنی مصطلق میں اعلان کر دیں۔ کہ اگر اب بھی وہ مسلمانوں کی ناجائز عداوت سے باز آ جائیں۔ تو جنگ موقوف ہو سکتی ہے۔ مگر انہوں نے جنگ پر اصرار کیا۔ اور پہلا تیر بھی ان کی طرف سے مسلمانوں پر پھینکا گیا۔ تھوڑی دیر دونوں طرف سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ لیکن پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو یکدم ہلہ بولنے کا ارشاد فرمایا۔ اس سے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے تمام لشکر کو نرغہ میں لے لیا۔ جس نے کوئی راہ فرار نہ پا کر ہتھیار ڈال دیئے اور صرف دس کفار کے قتل اور ایک مسلمان کی شہادت پر یہ جنگ ختم ہو گئی۔

منافقین کی فتنہ انگیزی

اختتام جنگ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز تک مریسیع کے مقام پر قیام فرمایا۔ اس دوران میں منافقین کی فتنہ انگیزی قریب تھا۔ کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع کرا دیتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک نوکر مریسیع کے چشمہ پر پانی لینے گیا۔ اسی وقت ایک انصاری بھی وہاں آ گیا۔ چونکہ دونوں عامی اور جاہل تھے۔ اس لئے دونوں میں تکرار ہو گئی۔ اور دونوں نے اپنے اپنے قبائل کو مدد کے لئے پکارا۔ بعض جاہل اور ناتربیت یافتہ نوجوان ایک دوسرے پر تلواریں کھینچکر حملہ آور ہونے ہی والے تھے۔ کہ بعض مخلصین نے پہنچکر اس حالت پر قابو پا لیا۔ اور باہم صلح کرا دی۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو جب اس کا علم ہؤا۔ تو اس نے انصار کے بعض جوشیلے نوجوانوں کو پھر بھڑکایا۔ اور کہا ان خانماں برباد مسلمانوں کو ہم نے پناہ دی۔ اب یہ خود ہی سر چڑھا یا ہے۔ اگر اب بھی ان کی مدد کرنا چھوڑ دو۔ تو خود بخود یہ بھاگ جائیں گے۔ بلکہ اس بدبخت نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل۔ کہ مدینہ پہنچکر ہم میں سے معزز ذلیل شخص کو نکال دیگا۔ ایک مخلص مسلمان یہ سُن رہا تھا۔ اس نے جا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے اطلاع دی۔ حضرت عمر رضؓ غصہ میں آ گئے۔ اور ابی کی گردن اڑانے کی اجازت طلب کی۔ مگر آپ نے منع فرمایا۔ عبداللہ بن ابی کے لڑکے کو جب اس کا علم ہؤا۔ تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اگر میرے باپ کے لئے سزائے قتل کا آپ نے فیصلہ فرمایا ہو۔ تو مجھے حکم دیا جائے۔ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ کیونکہ اگر کسی اور نے ایسا کیا۔ تو ممکن ہے جہالت کی وجہ سے میں اسے کوئی نقصان پہنچا دوں۔

واقعۂ افک

منافقین ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ جس طرح سے بھی بن پڑے۔ انہیں ذلیل و رسوا کیا جائے۔ اس سفر سے واپسی پر منافقین نے ایک اور شدید فتنہ انگیزی کی۔ جو تاریخ اسلام میں واقعۂ افک کے نام سے مشہور ہے۔

یہ واقعہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگانے کا ہے۔ اس سفر میں آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ واپسی پر جب لشکر مدینہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ تو ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ حکم سُنا۔ تو حوائج ضروریہ سے فراغت کے لئے لشکر سے دور چلی گئیں۔ جب واپس آئیں۔ تو آپ کو معلوم ہؤا۔ کہ گلے کا ہار کہیں گر گیا ہے۔ آپ اس کی تلاش کے لئے پھر گئیں۔ اتنے میں وہ لوگ جو آپ کا ہودہ اٹھانے کے لئے متعین تھے۔ آئے اور یہ خیال کر کے کہ حضرت عائشہؓ اس کے اندر موجود ہیں۔ اسے اونٹ پر رکھ کر چل دیئے۔ حضرت عائشہؓ جب واپس آئیں۔ تو لشکر جا چکا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ علم ہونے پر مجھے لینے کے لئے کوئی ضرور آئیگا۔ اس لئے اسی مقام پر بیٹھی رہیں۔ ایک صحابی صفوان بن معطل کی ڈیوٹی تھی۔ کہ وہ لشکر کے پیچھے آئے۔ تا کوئی گری پڑی چیز رہ نہ جائے۔ وہ جب اس مقام پر پہنچے۔ تو حضرت عائشہؓ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ آپ کو اپنے اونٹ پر سوار کرا کے لے آئے۔ اور لشکر اسلامی میں لا کر پہنچا دیا۔ اس واقعہ کو منافقین نے رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کرنا شروع کیا۔ اور حضرت عائشہؓ کی عزت و عصمت پر حرف گیری کرنے لگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہؤا۔ تو آپ بے حد مضطرب ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کو جب اس بات کا علم ہؤا۔ تو انہیں اس قدر صدمہ ہؤا۔ کہ دن رات رونے سے ہی کام تھا۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت عائشہؓ کی بریت سے مطلع کیا۔ اور سورۂ نور کی وہ آیات جن کی ابتدا انّ الّذین جآؤ بالافک سے ہوتی ہے۔ نازل ہوئیں۔ اور اس طرح وہ خوفناک فتنہ جو منافقین نے کھڑا کیا تھا۔ مٹ گیا۔ آج اتنے عرصہ کے بعد حضرت عائشہؓ کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے والا اسلام کا معاند سر ولیم میور بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ کہ "عائشہؓ کی قبل اور بعد کی زندگی بتاتی ہے۔ کہ وہ اس اتہام سے بری تھیں"۔ صفحہ ۲۹۴۔ مگر افسوس ہے کہ منافقین نے اپنی آنکھوں سے انکی زندگی کو دیکھتے ہوئے ایسی خوفناک جرأت کی۔

یہ واقعہ چونکہ نہایت ہی دردناک ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو بہت اہم سبق دیئے گئے ہیں۔ اس لئے سورۂ نور کی مذکورہ بالا آیات کا درس دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ اسے اسی سلسلہ میں آئندہ پیش کیا جائیگا۔

تحقیق الادیان

یسوع مسیح نے صلیب پر جان نہیں دی

عیسائیت کے بنیادی اصول میں سے ایک اصل حضرت مسیح ناصری کی صلیبی موت اور ان کا یہودیوں کے ہاتھوں دار پر لٹک کر جان بحق ہونا ہے۔ لیکن اگر انجیلی حوالجات کے رو سے ہی یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ یسوع مسیح جن کے خون کے بدلے مسیحی گنہگار نجات حاصل کرنے کے دعویدار ہیں۔ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ تو کفارہ کا مسئلہ باطل ہو جاتا ہے۔ ایک گزشتہ قسط میں اسی موضوع پر کسی قدر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب ذیل میں چند اور باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

یونس نبی کا نشان

اناجیل میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح ناصری کے پاس بعض فقیہی اور فریسی آئے۔ اور انہوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ "اے استاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں" یسوع مسیح ان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔ "اس زمانے کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا" متی ۱۲/۴۰

یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ جو حضرت مسیح ناصری نے اپنے متعلق فرمائی۔ چنانچہ صلیبی واقعات اسی پیشگوئی کے ظہور کا کرشمہ ہیں عیسائی اس واقعیت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ ان الفاظ میں جناب یسوع مسیح نے اپنے صلیبی واقعات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جب یہ حقیقت ہے۔ تو اب یسوع مسیح کے صلیب پر وفات پانے یا زندہ بچ رہنے کا مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح نے اپنے آپ کو حضرت یونس سے تشبیہ دی۔ اور فرمایا جس طرح یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ ویسے ہی ابن آدم بھی تین دن اور تین رات زمین میں رہیگا۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے۔ یا وفات پا گئے۔ واقعات بتاتے ہیں۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے چنانچہ بائبل میں بھی لکھا ہے۔ "یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی" یوناہ ۱/۲

حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں رہ کر خداوند تعالیٰ سے دعا مانگنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے ہیں۔ پس اس مشابہت کی وجہ سے ضروری تھا۔ کہ حضرت مسیح بھی جب اس صلیب سے اتار کر زمین یعنی قبر میں رکھے گئے۔ تو وہ اس میں زندہ رہتے۔ تا حضرت یونس کی مشابہت والا نشان پورا ہوتا۔ اور قبر میں زندہ اسی صورت میں رکھے جا سکتے تھے۔ جب آپ صلیب سے زندہ اترتے۔ پس حضرت یونس کی مشابہت بالصراحت اس امر کی دلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اترے۔ اور زندہ ہی حضرت یونس کی طرح تین دن اور تین رات زمین کے اندر رہے۔ اور پھر زندہ باہر آ گئے۔

حضرت مسیح موعود کا استدلال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں۔ کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ اور زندہ نکلا۔ اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔ پھر اگر حضرت مسیح علیہ السلام زمین کے پیٹ میں مر گئے تھے تو مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت اور زندہ کو مردہ سے کیا مناسبت بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسیح ایک نبی صادق تھا۔ اور جانتا تھا۔ کہ وہ خدا جس کا وہ پیارا تھا۔ لعنتی موت سے اس کو بچا لیگا۔ اس لئے اس نے خدا سے الہام پا کر پیشگوئی کے طور پر یہ مثال بیان کی تھی۔ اور اس مثال میں جتلا دیا تھا۔ کہ وہ صلیب پر نہ مریگا۔ اور نہ لعنت کی لکڑی پر اس کی جان نکلے گی۔ بلکہ یونس نبی کی طرح صرف غشی کی حالت ہوگی۔ اور مسیح نے اس مثال میں یہ بھی اشارہ کیا تھا۔ کہ وہ زمین کے پیٹ سے نکلکر پھر قوم سے ملیگا۔ اور یونس کی طرح قوم میں عزت پائیگا۔" (مسیح ہندوستان میں ص ۱۴)

پس یہ اس بات کا ایک بہت بڑا اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کہ حضرت مسیح نے صلیب پر وفات نہ پائی۔ بلکہ زندہ اتار لئے گئے۔ ورنہ اگر زندہ نہیں اترے۔ تو پھر اس نشان کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ جو انہوں نے حضرت یونس کے نشان کی طرح دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور جس کے سوا اور کوئی نشان انہوں نے پیش نہ کیا۔

حضرت مسیح کی دعائیں

صلیبی موت سے حضرت مسیح کے محفوظ رہنے کا ایک اور زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کو دشمنوں کی فریب کاریوں اور اپنے حواریوں کی بے وفائی کو دیکھ کر جب یہ یقین ہو گیا۔ کہ وہ گرفتاری سے بچ نہیں سکتے۔ تو خدا کے حضور جھکے اور اس سے متضرعانہ دعائیں مانگیں۔

بائیبل میں آتا ہے:۔

"وہ تھوڑا آگے بڑھا۔ اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا۔ کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔ اور کہا۔ اے ابا اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے" مرقس ۱۴/۳۵

پھر لکھا ہے:۔

"وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا" (لوقا ۲۲/۴۴)

کیا ممکن ہے۔ خدا کا ایک پیارا اتنی متضرعانہ دعائیں کرے اور وہ قبول نہ ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے راستبازوں کی امداد کیا کرتا ہے اگر حضرت مسیح اس کے پیارے تھے۔ تو ناممکن ہے۔ اتنی دعائیں کے باوجود صلیبی موت کا پیالہ ان سے نہ ٹلتا۔ ایسا خیال اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی خطرناک ہتک اور خود خدائے ذوالجلال کی شان رحیمیت کے خلاف ہے۔ پس یہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں اس امر کی متقاضی تھیں۔ کہ انہیں قبول کیا جاتا۔ اور حضرت مسیح کو صلیب سے مامون رکھا جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خود بائیبل کا بیان ہے۔

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں۔ جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔" (عبرانیوں ۵/۷)

ان الفاظ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح کی اس وقت کی دعا سنی گئی۔ اور آپ صلیبی موت سے محفوظ رہے۔

خدا نے حضرت مسیح کو بچا لیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بلاشبہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس پر بھروسہ کرنے والے مظلوم ہونے کی حالت میں اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ تو وہ ان کی فریاد کو پہنچتا ہے۔ اور ایک عجیب طور پر ان کی مدد کرتا ہے۔ اور ہم اس بات کے گواہ ہیں۔ تو پھر کیا باعث اور کیا سبب۔ کہ مسیح کی ایسی بے قراری کی دعا منظور نہ ہوئی۔ نہیں بلکہ منظور ہوئی اور خدا نے اس کو بچا لیا۔ خدا نے اس کو بچانے کے لئے زمین سے بھی اسباب پیدا کئے۔ اور آسمان سے بھی۔ یوحنا یعنی یحییٰ نبی کو خدا نے دعا کرنے کے لئے مہلت نہ دی۔ کیونکہ اس کا وقت آ چکا تھا۔ مگر مسیح کو دعا کرنے کے لئے تمام رات مہلت دی گئی۔ اور وہ ساری رات سجدہ میں اور قیام میں خدا کے آگے کھڑا رہا۔ کیونکہ خدا نے چاہا۔ کہ وہ بیقراری ظاہر کرے۔ اور اس خدا سے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں اپنی مخلصی چاہے۔ سو خدا نے اپنی قدیم سنت کے موافق اس کی دعا کو سنا۔ یہودی اس بات میں جھوٹے تھے۔ جنہوں نے صلیب دیکر یہ طعنہ مارا۔ کہ اس نے خدا پر توکل کیا تھا۔ کیوں خدا نے اس کو نہ چھڑایا۔ کیونکہ خدا نے یہودیوں کے تمام منصوبے باطل کئے۔ اور اپنے پیارے مسیح کو صلیب اور اس کی لعنت سے بچا لیا۔ اور یہودی نامراد رہے" (مسیح ہندوستان میں ص ۲۲)

حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اترنے اور صلیبی موت سے محفوظ رہنے کا ایک اور ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح نے ایک دفعہ یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "دیکھو۔ میں نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ ان میں سے بعض کو قتل کرو گے۔ اور صلیب پر چڑھاؤ گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر بشہر ستاتے پھرو گے تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا۔ تم پر آئے۔ راستباز ہابیل کے خون سے لے کر برکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیا۔" متی ۲۳/۳۴ تا ۳۵

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ یہودیوں نے جسقدر انبیاء کے خون کئے ان کا سلسلہ ذکریاہ نبی پر ختم ہو گیا۔ اس کے بعد یہودی ہرگز کسی اور نبی کے قتل پر قدرت نہیں رکھتے تھے اگر یہودی آپ کے قتل پر بھی قدرت پانیوالے ہوتے۔ تو حضرت مسیح ان الفاظ میں اپنے قتل کا بھی ضرور اشارہ کرتے۔ اور اپنے خون کا بوجھ بھی ان پر رکھتے۔ جیسا کہ راستبازوں کے خون ان کی گردنوں پر رکھا گیا جنہیں انہوں نے [illegible] ثابت ہوا۔ کہ یہود آپ کے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے

257

نظارت بیت المال کی ماہ ستمبر کی رپورٹ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک چندہ خاص ڈیڑھ لاکھ ۲۶، ۲۷ اگست ۱۹۳۱ء کو جماعتوں کو ارسال کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب کرام سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ پہلی قسط ۱۵ ستمبر تک داخل ہونی چاہیئے ۱۵ ستمبر تک جو رقوم داخل ہوئی تھیں ان کی فہرست اور اس کے بعد ۱۶ ستمبر سے ۳۰ ستمبر تک داخل ہونے والی رقوم کی فہرست بعض اخبار الفضل میں شائع کی جا چکی ہے۔ ذیل میں ایک فہرست مدوار چندوں کی دی جاتی ہے جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ ماہ ستمبر میں کل رقم کس قدر داخل خزانہ ہوئی اور کس کس مد میں

تبدیلی کے ذریعہ آمد

صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں دو قسم کی رقوم داخل ہوتی ہیں ایک نقد دوسری بذریعہ تبدیلی۔ نقد کے متعلق تو کسی تشریح کی ضرورت نہیں البتہ تبدیلی کے ذریعہ جو رقوم داخل ہوتی ہیں۔ ان کی نسبت کچھ بتانا ضروری ہے دفتر محاسب تبدیلی سے یہ مفہوم لیتا ہے۔ کہ بلوں کے ذریعہ جو رقوم ایک مد سے دوسری مد میں تبدیل ہوں۔ یا ایک صیغہ سے دوسرے صیغہ میں داخل ہوں ان کو تبدیل کہا جاتا ہے مثلاً ایک شخص نے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ سے روپیہ لیا ہے۔ اس نے بعد اس رقم کو یا اس کے ایک حصہ کو چندہ میں واپس داخل کرنا ہے تو اس صورت میں دفتر محاسب یہ رقم خرچ میں ڈال کر اس کے بل سے اتنی رقم جس قدر کہ اس نے چندہ میں ادا کرنی ہے۔ آمد میں درج کر دے گا اسے آمد بذریعہ تبدیلی کہا جائیگا ؛

صدر انجمن احمدیہ کے کارکن اپنے تمام چندوں کی رقوم اسی طرح بل میں وضع کراتے ہیں اور باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض اور دوستوں کی رقوم بھی بذریعہ تبدیلی داخل ہوتی ہیں جبکہ انہیں بھی خزانہ صدر انجمن سے کوئی رقم لینی ہو۔

ماہ ستمبر کی آمد

ماہ ستمبر میں اس قسم کی رقوم ۱۴۷۹۷/- داخل کی گئی ہیں۔ گویا کارکنان سے اس ماہ میں ۱۴۷۹۷/- روپیہ چندہ وصول ہوا ہے جیسا کہ پہلے شائع کیا گیا تھا تمام کارکنان نے متفقہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ یکمشت چندہ خاص ادا کیا جائے۔ چونکہ اس ماہ میں خدا کے فضل سے ماہ جون۔ جولائی دو ماہ کی تنخواہیں نقد بھی ادا کی گئی ہیں۔ اس لئے کل تین ماہ کے بل ادا ہوئے یعنی ایک ماہ کے بل چندہ خاص میں وضع ہوئے اور دو ماہ کے نقد ادا ہوئے۔ اب کو ذیل میں ایک گوشوارہ کی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ تا نقد آمد اور آمد از تبدیلی دونوں واضح ہو جائیں۔ نقد رقم جو خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہوئی ہے دفتر محاسب کے رجسٹر خزانہ کے مطابق ۳۵۶۹۸/- ہے اور بذریعہ تبدیلی ۱۴۷۹۷/- گویا کل رقم ۵۰۴۹۵/- ہے۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک چندہ خاص میں چندہ عام حصہ آمد اور چندہ مستورات و چندہ خاص سب شامل ہیں اس لئے ان مدات کی آمد علیحدہ علیحدہ دکھائی جاتی ہے۔ اور ہر مد کی آمد میں نقد اور تبدیلی کو بھی دکھلایا گیا ہے ؛

مدوار آمد

نام	نقد	تبدیلی	میزان
چندہ عام	۶۶۶۴	۸۴۲	۷۵۰۶
حصہ آمد	۵۰۴۱	۳۸۷۰	۸۹۱۱
چندہ مستورات	۱۱۰	۷۰	۱۸۰
میزان =	۱۱۸۱۵	۴۷۸۲	۱۶۵۹۷
چندہ خاص	۱۲۹۱۸	۴۶۶۴	۱۷۵۸۲
جلسہ سالانہ	۳۴۶۸	۱۵۸۸	۵۰۵۶
میزان =	۲۸۲۰۱	۱۱۰۳۴	۳۹۲۳۵

اس گوشوارہ سے ظاہر ہے۔ کہ نقد رقم چندہ خاص ۲۸۲۰۱/- داخل ہوئی اور تبدیلی کے ذریعہ ۱۱۰۳۴/- اور کل ۳۹۲۳۵/-

کتنی رقم چاہیئے تھی

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت کہ ہر جماعت کے چندہ خاص کی پہلی قسط ۱۵ ستمبر یا زیادہ سے زیادہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۱ء تک داخل ہو جائے کم از کم رقم ۴۱۵۰۰/- یا اگر تحریک ۱½ لاکھ رکھی جاوے تو ۵۰۰۰۰/- چاہیئے تھی لیکن پہلی قسط میں نقد وصول ہونے والی رقم اصل رقم کا نصف یا ⅔ حصہ ہے۔

کیوں پہلی قسط پوری وصول نہ ہوئی

پہلی قسط کیوں ۴۱۰۰۰/- روپیہ یا ۵۰۰۰۰/- وصول نہیں ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ قریباً تمام زمیندار جماعتوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ چنانچہ تین سو کے قریب جماعتیں جن میں شہری بھی شامل ہیں۔ ایسی ہیں جنہوں نے کوئی چندہ نہیں ارسال کیا۔ اور ایک خاصہ حصہ ان جماعتوں کا بھی ہے۔ جنہوں نے چندہ خاص کا روپیہ پہلی قسط کے برابر نہیں بھیجا۔ بلکہ ماہوار چندہ کے ⅓ حصہ سے کم ارسال کیا ہے۔ البتہ قادیان کے تمام کارکنان کا چندہ خاص پورا داخل ہو گیا ہے پس میں احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ جماعتیں یا افراد جنہوں نے چندہ خاص نہیں بھیجا یا ماہوار آمد کے ⅓ حصہ سے کم ارسال کیا ہے۔ وہ دوسری قسط کے ساتھ اپنا بقایا بھی ارسال فرماویں تا کہ ان کی دونوں قسطیں پوری ہو جائیں اس طرح پہلی قسط کا بقایا اور دوسری قسط پوری کی کل رقم کم از کم ۷۰۰۰۰/- کے قریب ماہ اکتوبر میں داخل ہونی ضروری ہے

دیگر مدات کی آمد

چندہ خاص کے بعد میں ذیل میں باقی مدات کا بھی گوشوارہ آمد نقد و بذریعہ تبدیلی دیتا ہوں۔

نام	نقد	تبدیلی	میزان
کل میزان آمد چندہ خاص	۲۸۲۰۱	۱۱۰۳۴	۳۹۲۳۵
صدقات	۷۶۲	۵۶	۸۱۸
مقبرہ وصایا یا اخراج داد وغیرہ	۲۸۳۸	۴۸	۲۸۸۶
اشاعت اسلام	۱۲۱	×	۱۲۱
صدر انجمن کے صیغہ جات کی آمد سرکاری گرانٹ یا شکرانہ فیس بورڈنگ وغیرہ	۶۱۹	۳۵۲	۹۷۱
تجارتی صیغہ جات مثلاً اخبار الفضل بک ڈپو بورڈنگ وغیرہ	۳۱۵۷	۳۳۰۷	۶۴۶۴

میزان = ۳۵۶۹۸ - ۱۴۷۹۷ - ۵۰۴۹۵

اکتوبر میں کتنی رقم وصول ہونی چاہیئے

جیسا کہ اس گوشوارہ سے ظاہر ہے۔ نقد رقم میں سے ۳۱۵۷/- تو تجارتی صیغہ جات کا ہے۔ جن کا تعلق خزانہ سے بطور امانت رہتا ہے اور جب ان کا مطالبہ بذریعہ بل آئے۔ تو فوراً ادا کیا جاتا ہے باقی رقم خزانہ ۴۱۳۵/- ہے۔

اس میں سے ماہ جون جولائی کی تنخواہیں اور کچھ حصہ سائر کا ادا کیا گیا ہے۔ اپریل تا اگست کے سائر اخراجات کے بل اور چندہ جلسہ سالانہ و تجارتی صیغوں کا قرضہ کل -/۴۰۰۰۰ کی رقم واجب الادا ہے۔ اس میں ستمبر کا خرچ شامل نہیں کیا گیا۔ ستمبر کا معمولی خرچ بیس ہزار جلسہ سالانہ کی دوسری قسط چھ ہزار کل -/۲۶۰۰۰ کی اس وقت ضرورت ہے۔ اگر اس ماہ کی آمد پچاس ساٹھ ہزار ہو جائے۔ تو بقیہ رقم اور اکتوبر کے اخراجات ممکن ہے۔ کہ نومبر میں ادا ہو سکیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ نومبر میں بھی چندہ کی آخری قسط تمام و کمال وصول ہو جائے۔ پس احباب کو اپنی جدوجہد میں خاص سرگرمی دکھلانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وقت پر حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل ہو جائے۔ یہ حساب پیش کرنے سے یہی غرض ہے۔ کہ دوستوں کو اپنی اُس ذمہ داری کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے سے اس وقت خاص طور سے ان پر عائد ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اس کے اٹھانے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

خاص کوشش کی ضرورت

غرض دوسری قسط کے بروقت وصول کرنے کے لئے احباب خاص کوشش فرمائیں۔ میں یہاں تک لکھ چکا تھا۔ کہ آج کی ڈاک میں سے منشی عبدالحمید خان صاحب انسپکٹر پولیس پشاور کی ایک اطلاع ملی جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ چندہ خاص کی دوسری قسط کے وصول کرنے کے لئے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ آج -/۵۰۰ روپیہ بھیج رہا ہوں جس میں -/۳۳ مسجد لنڈن اور -/۴۶۷ چندہ خاص ہے۔ اس رقم میں مکرمی ڈاکٹر عبدالوحید صاحب اور بابو فضل الٰہی صاحب نے ایک ایک سو روپیہ اپنی ماہوار آمدنی کا یکمشت ادا فرمایا ہے۔ پشاور کے دوسرے دوست بھی چندہ خاص کے بروقت ادا کرنے کی خاص طور پر کوشش کر رہے ہیں۔

اسی طرح سنور کی فہرست ملی ہے۔ وعدہ -/۵۴۶ کلہ ہے ذیل کے زمیندار احباب نے اپنی آمدنی یکمشت ادا کر دی ہے۔ چوہدری مہدی حسن خان صاحب امیر جماعت۔ عبدالغنی خان صاحب۔ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری۔ مولوی محمد تقی صاحب۔ امتیاز احمد صاحب طالب علم۔ عبدالغفور خان صاحب افسر فراش خانہ اس جماعت کے زمیندار اور ملازم احباب نے قرض لیکر یکمشت رقم ادا کی ہے۔ جس میں سید محمد علی شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال کی سعی کا بھی بہت دخل ہے۔ بہرحال دوسری قسط وصول کرنے کے لئے احباب جدوجہد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے۔ واللہ المستعان۔

(ناظر بیت المال)

بخدمت امراء و پریذیڈنٹ صاحبان

انجمن ہائے احمدیہ صوبہ سرحد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔

جیسا کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فیصلہ کے مطابق ہر قسم کے مرکزی چندوں کا ۱/۱۰ حصہ پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کے لئے کاٹ کر انجمن ہذا کو دیا جاتا ہے۔ ویسا ہی چندہ خاص سے ۱/۱۰ حصہ پراونشل انجمن کے لئے کاٹنے کا حضور کا حکم جناب ناظر صاحب بیت المال کی طرف سے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ سب انجمنیں اس فیصلہ کے مطابق پراونشل انجمن کا چندہ حسب معمول بھیجکر مشکور فرمائینگی۔ جن جماعتوں کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ مہربانی کر کے اپنا جملہ بقایا ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء یعنی سالانہ اجلاس انجمن ہذا سے قبل ادا فرمائیں۔ تاکہ اجلاس کے سامنے وہ جماعتیں بقایا داروں کی فہرست میں درج ہو کر پیش نہ ہوں جماعتہائے ضلع ہزارہ یعنی ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ دواتہ۔ بالاکوٹ پاراچنار۔ رزمک۔ عیدگ۔ دروش۔ رسالپور خاص طور پر نوٹ کر کے اپنے چندوں کا ۱/۱۰ حصہ کاٹ کر پراونشل انجمن کو بھیج دیں۔ خاکسار شمس الدین (محاسب پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد) ریکارڈ کیپر دفتر پولیٹیکل ایجنٹ خیبر۔ پشاور)

پنجاب کونسل کے مسلمان ممبروں سے گزارش!

امسال عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر موضع کوٹلہ کالووال میں راقم الحروف کی قربانی گاؤ ہندو مجسٹریٹ نے جبراً روک دی۔ جس پر معززین قرب وجوار نے اخبارات میں صدائے احتجاج بلند کی۔ مگر چونکہ ضلع ہوشیارپور میں ہندو گردی ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی ہندو ہیں۔ اس لئے نتیجہ آجتک کچھ نہ نکلا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر معہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء کو ملاحظہ موقع کے لئے آئے۔ بندہ نے مجسٹریٹ کی بے ضابطگیوں اور جبر کا حال زبانی عرض کیا۔ مگر بندہ کو جھڑک دیا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس (جو کہ یورپین ہیں) نے بھی صاحب بہادر موصوف کے روبرو فرمایا۔ کہ سائل سچا ہے۔ اور ہندوؤں کے بے بکانہ رویہ کو دیکھ کر صاحب موصوف نے نام نوٹ کئے۔ مگر بوجہ ہندو افسران کے نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ بندہ نے ۱۰ اگست ۱۹۳۱ء کو ڈپٹی کمشنر صاحب کو درخواست دی۔ کہ فدوی کا انصاف کیا جائے۔ مگر آج تک انصاف سے محروم ہوں۔ اس لئے بذریعہ تحریر ہذا ممبران کونسل سے ملتجی ہوں۔ کہ کوئی خدا کا بندہ اس بے ضابطگی اور صریح ظلم کے متعلق وجوہات دریافت کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ کیا بندہ یہ مذہبی فریضہ ادا کرنے سے محروم ہی رہے گا۔ اور ہندو راج سمجھ کر مسلمانوں کو ہجرت کر جانی چاہیئے: والسلام

(بندہ ابراہیم ولد فتح الدین)

رہتک میں مسلمانوں کے خلاف کانگریسیوں کا شور

حال ہی میں شہر رہتک میں کانگریس کا ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ جس کی حمایت میں بعض مولویوں سے اشتہار جس کا ہیڈنگ ہے۔ "رہتک کے غیور مسلمانو۔ اگر گوش شنوا رکھتے ہو۔ تو خدارا سُن لو" شائع کرایا گیا ہے۔ جس میں کانگرس کے مخالف مسلمانوں اور علماء کو پیٹ بھر کر گالیاں دی گئی ہیں۔ ان کو خود غرض۔ پست و ذلیل۔ تباہی و بربادی کا پیش خیمہ۔ ممالک اسلامیہ کی تباہی و بربادی کا ذریعہ۔ قوم کے دشمن۔ بے ایمان۔ حکومت پرست۔ مذہب سے آزاد۔ حکومت کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرنے والے۔ شریعت میں ترمیم کرنے والے۔ خدا اور اس کے رسول کے احکام سے بیزار۔ غلامانہ حرکتیں کرنے والے۔ خود فراموش۔ بے وقوف وغیرہ الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اس اشتہار سے عام اسلامی پبلک میں کانگریسیوں کے خلاف سخت جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور پریذیڈنٹ صاحب انجمن اسلامیہ کی طرف سے ایک ٹریکٹ جس کا ہیڈنگ "آئینہ صداقت" ہے۔ شائع کیا گیا ہے۔ جس میں غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کا ازالہ کر کے مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ کانگرسی علماء یقیناً اسلام کے دشمن اور نام نہاد عالم ہیں۔ اور اصل واقعات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو بے خانماں کرنے والے یہی لیڈر تھے۔ جو اب ہندو پرست ہیں سرکاری ملازمتوں کے خلاف قرآنی غلط فتوے دیکران کو تباہ کرنے والے اور ترک موالات کر کے مسلمانوں کے مدارس برباد کرانے والے اور پشاور میں ہزارہا مسلمانوں کا خون کرانے والے یہی لیڈر تھے۔ غرضیکہ مفصل واقعات سے اس میں کانگرس کے پروپیگنڈے کو بیخ و بن سے ہلا دیا گیا ہے۔ اور اس کا پول کھول دیا گیا ہے۔

(خاکسار عبدالرحمٰن انور از رہتک)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا خاندان تو موتی سرمہ ہی پسند کرتا ہے

موتی سرمہ ضعف بصر۔ گرے جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار پڑبال۔ ناخونہ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھینگے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ حضرت حکیم الامۃ نورالدین کے صاحبزادگان موتی سرمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل او بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔" اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت حکیم الامۃ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ ۸ر محصولڈاک علاوہ ؛

امراض معدہ کا موسم

آج کل امراض معدہ کا موسم ہے۔ اور ان میں سب سے خوفناک ہیضہ ہے۔ لہذا ہماری ساختہ مشہور اور مقبول عام دوا اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ دردشکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کو متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض و اسہال۔ ریاح کے لئے تیر بہدف اور بہترین حفظ ماتقدم و کامیاب علاج ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے بعد از استعمال اسے بہت پسند فرمایا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے جو مدت کے لئے کافی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ؛

اکسیر البدن کے استعمال سے زمانہ شباب یاد آگیا

جناب سید حبیب الرحمٰن صاحب احمدی عرف شاہ ابراہیم صاحب قادری جاگیردار ضلع نانڈیڑ (دکن) تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کی مرسلہ اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ حقیقتاً یہ بہترین چیز ہے اگرچہ میری عمر ۴۲ سال ہے۔ مگر اکسیر البدن کے استعمال سے زمانہ شباب یاد آگیا۔ میں نے اپنے دیگر احباب کے لئے بھی منگوائی۔ وہ بھی بہت مداح ہیں ؛

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے۔ جو جملہ دماغی اور جسمانی و اعصابی کمزوریوں کو دور کر کے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہزور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو آپ کو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ موسم برسات میں ملیریا کی عام شکایت شروع ہو جاتی ہے۔ یہ دوا بہترین مقوی ہونے کے علاوہ ظالم ملیریا جو انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری و عوارض کو دور کرنے کے لئے بھی تیر بہدف ہے۔ چنانچہ شیخ فخرالدین صاحب زمیندار کورائی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکسیر البدن ملیریا میں بہت مفید ثابت ہوئی۔ سب کمزوری جاتی رہی ایک شیشی اور بھیجئے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے محصولڈاک علاوہ ؛

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

مجربات حکیم الامۃ نورالدینؓ

سرمہ نورالعین آنکھوں کے امراض کے لئے بے نظیر سینکڑوں مثالیں موجود فی تولہ دو روپے

نیلی گولی ہر قسم کے تپ کا حکمی علاج کونین کے نقائص سے مبرا فی درجن ۶ر

کشتہ طلا مردانہ طاقت کا محافظ۔ مقوی اعصاب۔ مقوی اعضاء رئیسہ فی خوراک ۸ر شیشہ

علاوہ ازیں ہر مرض کا علاج مفصل کیفیت آنے پر کیا جا سکتا ہے اور فیس لے کر باہر بھی بلا سکتے ہیں ؛

فضل الرحمٰن مفتی
طبیب قادیان پنجاب

احمدیہ پریس
امرتسر

میں لکھوائی اور چھپوائی کا کام نہایت عمدہ اور بارعایت ہوتا ہے۔ آزمائش شرط ہے

محمد شفیع احمدی
مالک احمدیہ پریس
امرتسر

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا ؛

حب مقوی اعصاب
فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے بھی خاص علاج ہیں ؛

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ ۸ر

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لندن سے ۶ر اکتوبر کا تار مظہر ہے کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا اصول پنجاب و بنگال میں ۵۱ فی صدی نیابت اور دوسرے صوبجات میں زائد از استحقاق نیابت کی برقراری کو تسلیم کرلیا ہے۔ جدید دستور اساسی کے نفاذ کے بعد فوراً ہی مخلوط انتخاب کے متعلق مسلمانوں کی رائے عامہ کا استصواب کیا جائیگا۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ کانگرسی مطالبات منظور کرلیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ باقی کسی اقلیت کی طرف سے خاص حقوق کے مطالبہ کی تائید نہ کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ مسلم مندوبین نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ کسی فارمولا پر آخری رضامندی کا اظہار کرنے سے پیشتر گاندھی جی سے کہا جائے۔ کہ وہ اپنی ان تجاویز کے متعلق دوسری اقلیتوں کی تائید حاصل کریں ؎

——— بمبئی سے ۵ر اکتوبر کی خبر ہے کہ صدر انجمن اچھوت اقوام نے وزیر اعظم کو ایک تار روانہ کیا ہے جس میں اچھوتوں کے متعلق گاندھی جی کے غیر ہمدردانہ رویہ کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ کم سے کم دس سال تک جداگانہ انتخاب ہو۔ ؎

——— معلوم ہوا ہے۔ مہاراجہ صاحب کشمیر کے اعلان کا احرار کے پروگرام پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور ان کے دستے بدستور حدود ریاست میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ریاستی پولیس منتشر کرنے کیلئے ان پر لاٹھیوں اور نیزوں وغیرہ سے حملے کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے اس مار پیٹ سے کئی لوگ بیہوش ہو گئے۔

——— ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۴ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ گذشتہ فسادات کے سلسلہ میں ۱۵ مسلمانوں کو ۵ سے ۷ سال تک مختلف میعاد کی سزائیں دی گئی ہیں۔

——— ڈاکٹر انصاری صدر نیشنلسٹ مسلم پارٹی نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو بیان دیا ہے۔ کہ یہ امر کہ ہماری پارٹی کو سرکاری طور پر گول میز کانفرنس میں نہیں لیا گیا۔ فرقہ وار مسئلہ کے تصفیہ کے متعلق دیانتدارانہ اور مخلصانہ سائی کے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں سمجھنا چاہیئے ہم ضرورت کے موقع پر خدمات سرانجام دینے کے لئے تیار ہیں۔ ؎

——— سری نگر سے ۷ اکتوبر کی خبر ہے کہ چیف جسٹس نے غنڈا ایکٹ کے نام سے ایک بل مرتب کیا ہے۔ جس کے ماتحت حقوق مانگنے والوں کو سزا دی جاسکے گی۔ یہ ایکٹ مہاراجہ صاحب کی منظوری کے لئے ان کے پیش ہے ؎

——— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر پنجاب نے اپنی تنخواہ میں ۱۵ فیصدی تخفیف منظور کر لی ہے۔ ایگزیکٹو کونسل کے ممبر اور وزراء بھی دس فیصدی تخفیف پر رضامند ہو گئے ہیں ؎

——— حکومت ایران نے چالیس نوجوانوں کی ایک جماعت روس بھیجنے کے لئے منتخب کی ہے۔ تا وہ روسی اصول جنگ کی تعلیم پوری طرح حاصل کر کے آئیں۔ اور ایرانی فوج کو انہی اصول کے ماتحت از سر نو ترتیب دیں ؎

——— حیدرآباد سندھ کی اطلاع مظہر ہے کہ ڈیلو تعلقہ میں شدید قحط پڑا ہے۔ لوگ ایک قسم کی گھاس پر جو اس علاقہ میں عام طور پر ہوتی ہے۔ بسر اوقات کر رہے ہیں۔ جسے کھانے کی وجہ سے کئی لوگ بیمار ہو گئے ہیں ؎

——— پشاور سے ۷ اکتوبر کی خبر ہے کہ چونکہ حکومت ہند اور آفریدیوں میں صلح ہو گئی ہے۔ اس لئے تیراہ کے آفریدیوں کو سرکاری علاقہ میں آنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور کئی آفریدی پشاور میں پھر رہے ہیں۔

——— لاہور میں ۶ر اکتوبر کی صبح ۴ بجے زبردست بھونچال آیا۔ جس کے تین شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔

——— پونہ سے ۴ر اکتوبر کی اطلاع ہے کہ ایک قریبی گاؤں میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے جو وہاں نہایت قلیل تعداد میں ہے قبرستان میں زبردستی مکان کی تعمیر شروع کر دی۔ مسلمانوں نے مزاحمت کی۔ تو انہیں نہایت بیدردی سے مارا گیا۔ پولیس نے اکیس ہندوؤں کو گرفتار کیا ہے ؎

——— ڈسکہ کو جانے والے جتھہ کے سردار کھڑک سنگھ صاحب ۷ر اکتوبر کو بٹالہ پہنچے۔ رات کو آپ کی تقریر تھی۔ لیکن جب آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو ہندوؤں نے شور برپا کر دیا۔ اور تقریر نہ ہونے دی ؎

——— انگریزی معاصر سول ملٹری گزٹ ۸ اکتوبر نے لکھا ہے۔ کہ ذمہ وار عینی شاہدوں کے بیان کے مطابق حکومت کشمیر نے ضرورت سے بے حد زیادہ طاقت کا استعمال کیا ہے۔ بے شمار غریب مسلمانوں کے ساتھ سخت متشددانہ سلوک کیا گیا۔ عفو عام کا اعلان اگرچہ اچھا اقدام ہے مگر اس سے بہت زیادہ رواداری کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس ذمہ وار اور معتبر یورپین کے متعدد خطوط ہیں جو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پولیس اور فوج نے وحشیانہ مظالم کئے ہیں۔ جن کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ صورت حالات کے بہتر ہونے کی اس وقت تک کوئی امید نہیں۔ جب تک ایک آزاد اور غیر جانبدار تحقیقات عمل میں نہ آئے۔ جس میں یورپینوں کی بھی کافی تعداد ہو

——— ۵ر اکتوبر کو سوالات کے جواب میں وزیر ہند نے کہا کہ کشمیر میں واقعات کی رفتار کا حکومت نہایت غور کے ساتھ مطالعہ کر رہی ہے۔ ؎

——— مولوی ظفر علی صاحب کی درخواست پر وزیر اعظم کشمیر نے انہیں اور خواجہ عبدالرحمن صاحب غازی کو کشمیر آنے کی اجازت دی ہے۔ اور وہ روانہ ہو گئے ہیں۔

——— ۷ر اکتوبر کو پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ ملک معظم نے پارلیمنٹ توڑنے کی منظوری عطا کر دی ہے چنانچہ کل سے توڑ دی جائے گی۔ عام انتخابات کے لئے ۲۷ اکتوبر سے رائے شماری شروع ہو جائیگی وزیر اعظم کے حلقۂ انتخاب سے دس اور امیدوار کھڑے ہوں گے ؎

——— ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق گاندھی جی کی تجاویز کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سکھ ڈیلیگیٹ انہیں منظور نہیں کرتے اور برابر نیم فیصدی یا مسلمانوں کی اکثریت کو کالعدم کرنے کے نامعقول مطالبہ پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پنجاب کی از سر نو تقسیم کی سکیم گاندھی جی کے پیش کی ہے۔ یعنی راولپنڈی ملتان۔ لائل پور۔ منٹگمری وغیرہ کو پنجاب سے علیحدہ کر کے صوبہ سرحد سے ملا دیا جائے۔ گاندھی جی نے کہا ہے کہ وہ کسی ایسے سمجھوتہ پر راضی نہ ہوں گے۔ جو سب کو منظور نہ ہو ؎

——— چونکہ سکھوں کی تمام پارٹیوں کا کسی ایک شخص پر اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے اب ان کا تیسرا نمائندہ گول میز کانفرنس کے لئے نہیں لیا جائیگا ؎

——— ۷ر اکتوبر کو ڈیرہ اسماعیل خاں کے قریب ایک گاؤں میں دو زمیندار ہل چلا رہے تھے۔ کہ لعیت میں بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ چار بیل بھی زخمی ہو گئے ؎

——— شملہ سے ۱۷ اکتوبر کی خبر ہے کہ پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس کے لئے پروگرام تیار ہو رہا ہے۔ امید ہے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؎